وسیلہ

کیا......؟ کیوں......؟ کیسے......؟

مصنف: مولانا نسیم احمد صدیقی نوری

انجمن ضیاءِ طیبہ

نزد دفتر المؤذن حج وعمرہ سروسز، آدم جی داؤد روڈ، بیٹھادر، کراچی۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

وسیلہ، کیا؟ کیوں؟ کیسے؟

اللہ سبحٰنہ وتعالیٰ عزوجل نے قرآن مجید فرقان حمید میں دومقام پر ''وسیلہ'' کے کلمات اپنی آیات میں بیان فرمائے ہیں چھٹا پارہ سورۂ مائدہ کی آیت ۳۵ میں ارشاد ربانی ہے۔

(اول)

یَا اَیُّھَاالَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا اتَّقُوا اللّٰہَ وَابۡتَغُوۡااِلَیۡہِ الۡوَسِیۡلَۃَ وَجَاھِدُوۡا فِیۡ سَبِیۡلِہٖ لَعَلَّکُمۡ تُفۡلِحُوۡنَ o (۱)

ترجمہ:۔اے ایمان والواللہ سے ڈرواوراس کی طرف وسیلہ ڈھونڈ واوراسکی راہ میں جہاد کرو اس امید پر کہ فلاح پاؤ۔(۲)

صدرالافاضل مفتی سیدنعیم الدین مرادآبادی علیہ الرحمۃ اپنی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ ''جسکی بدولت تمہیں اس (اللہ) کا قرب حاصل ہو''۔(۳)

(دوم)

اُولٰئِکَ الَّذِیۡنَ یَدۡعُوۡنَ یَبۡتَغُوۡنَ اِلٰی رَبِّھِمُ الۡوَسِیۡلَۃَ (۴) (بنی اسرائیل:۵۷)

ترجمہ:۔وہ مقبول بندے جنھیں یہ کافر پوجتے ہیں وہ آپ ہی اپنے رب کیطرف ''وسیلہ'' ڈھونڈ تے ہیں۔(۵)

اس آیت مقدسہ میں جن مقبول بندوں کیطرف اشارہ ہےان سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام اورحضرت عزیرعلیہ السلام مُراد ہیں کہ اول الذکر کونصرانیوں اور ثانی الذکر کو یہودیوں نے پوجنا شروع کردیا تھا۔حضرت علامہ مفتی سیدنعیم الدین مرادآبادی علیہ الرحمۃ اس کے شان نزول کے بارے میں لکتے ہیں ''ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا یہ آیت

ایک جماعتِ عرب کے حق میں نازل ہوئی جو جنات کے ایک گروہ کو پوجتے تھے وہ جنات اسلام لے آئے اوران کے پوجنے والوں کوخبر نہ ہوئی اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی اور انھیں عاردلائی''۔(٦)

قارئین محترم ! **وسیلہ'' کیا ؟ کیوں ؟ کیسے؟** تینوں عنوانات کے تحت مفسرین ومحدّثین وفقہاء کے اقوال نقل کرنے سے قبل ''وسیلہ'' کے مفہوم کیلئے لغوی تحقیق ضروری ہے۔

وسیلہ کیا؟

''وسیلہ'' کی تعریف سمجھنے کیلئے ماہرین لُغت عرب کی وضاحتیں اورتشریحات کا مطالعہ ضروری ہے،تاکہ لُغوی اصطلاحی دونوں معانی سمجھ میں آجائیں۔

لغوی معنیٰ: ''وسیلہ'' وَسَلَ سے مشتق ہے،جسکے معنیٰ ،ذریعہ جو مطلوب تک پہنچائے۔ملاپ،جڑنا،اورابن زیداس کے لغوی معنیٰ میں اضافہ کرتے ہوئے ''محبت'' بھی کہتے ہیں(۷)

امام حسین بن محمد راغب اصفہانی (المتوفی ۵۰۲ھ/۱۱۰۸ء) کہتے ہیں:۔

وسل:۔الوسیلہ التوصل الی الشی برغبة وھی اخص من الوصیله لتضمنها لمعنی الرغبه

قال تعالیٰ :(وابتغوالیه الوسیله)وحقیقة الوسیلة الی الله تعالیٰ مراعاة سبیله بالعلم والعباد ة وتحری مکارم الشریعه وھی کالقربة ،والواسل الراغب الی الله تعالیٰ (۸)

''وسیلہ'' کسی شے کیطرف رسائی رغبت کیساتھ ہونااور یہ خاص اس معنی میں ہے کہ کسی سے ملنے کیلئے اسی کی جانب خواہش رکھنا۔درحقیقت توسل الی اللہ،علم وعبادت اور

مکارم شریعت کی بجاآوری سے اللہ کے راستے میں مراعات حاصل کرنے کا نام ہےاوریہی قربت ہے۔اللہ تعالیٰ کیطرف رغبت کرنے والےکوواسل کہتے ہیں۔

امام محمد بن ابی بکرعبدالقادررازی لکھتے ہیں:۔

وس ل۔الوسیلة : ذریعہ جوکسی کودوسرے تک پہنچائے یاقریب کردے۔اسکی جمع الوسیل اورالوسائل ہے التوسیل اورالتوسل دونوں کا ایک معنیٰ ہے یعنی وسیلہ اختیار کرنا ۔وَسَّلَ (سین مشدّد)فلان الی ربہ وسیلہ :اُس نے اپنے رب تک پہنچنے کیلئے ایک وسیلہ اختیارکیایا تلاش کیا۔

تَوَسَّلَ الیہ بوسلہ : اس نے ایک وسیلہ کے ذریعے اللہ کا تقرب حاصل کیا۔(۹)

وَسَلَ یَسِلُ وَسِیۡلَۃً وَ وَسل وتوسل اِلَی اللّٰہِ بِعَمَلٍ اَوۡوَسِیۡلَہٖ اللہ تک تقرب حاصل کرنا۔

"الواسلہ والوسیلہ"،ذریعہ،تقرب،مرتبہ،درجہ(۱۰)

الدکتورعبداللہ عباس ندوی جامعہ ام القریٰ مکہ المکرّمہ لکھتے ہیں:۔

وس ل":الوسیلہ "(اسم)رسائی کے ذرائع اوروسائل،پہنچ کا راستہ،رسائی۔(۱۱)

خطیب فی السراج کے حوالہ سے مولانا عبدالرشیدنعمانی لکھتے ہیں :۔

الوسیلہ :۔اسم ۔قرب ۔نزدیکی ۔قرب کا ذریعہ امام سیوطی کے نزدیک طاعت،امام رازی نے تفسیر کبیر میں لکھا ہے **الوسیلہ فعیلہ من وسل الیه اذا تقریب الیه** یعنی وسیلہ صفت کا صیغہ بروزن فعیلہ ہے وسل الیہ سے ماخوذ ہے وَسَلَ کا معنیٰ ہے تقرب قریب ہوگیا ۔سیوطی نے کہا کہ وسیلہ وہ چیز ہے جواللہ کے قریب تم کو پہنچادے یعنی طاعت کے ذریعے سے قرب۔

خطیب اوررازی کے نزیک ''وسیلہ'' کا معنیٰ قریب کردینے والا۔اورسیوطی اسے

صیغۂ صفت اور مصدر بھی قرار دیتے ہیں۔صاحب قاموس نے لکھا ہے ''وسیلہ'' سبب دستاویزنزدیکی مرتبہ بادشاہ کے نزیک۔(۱۲)

امام علاءالدین علی بن محمد بن ابراھیم البغد ادی الصوفی خازن (المتوفی ۷۲۵ھ/۱۳۲۵ء):۔

"والوسیله فعیله من وسل الیه اذا تقرب ومنه ......وقیل معنی الوسیلة المحبة تحببوا الی الله عزوجلّ (۱۳)

(ترجمہ)اور''وسیلہ''فعیلہ کے وزن پر ہے،قریب ہوگیا جب اسکا قرب ملا،اوربعض نے کہا کہ ''وسیلہ'' محبت ہے جواللہ تعالیٰ عزوجل سے محبت ہو۔

امام ابی محمد الحسین بن مسعود الفراءالغبوی (المتوفی ۵۱٦ھ/۱۱۲۲ء) لکھتے ہیں:۔

(ترجمہ)" قربت کا ذریعہ،جس سے توسل ہوفلاں کی طرف"۔

امام ابوعبداللہ محمد بن احمد الاانصاری القرطبی علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں:۔

''وسیلہ'' قربت کا ذریعہ ہے...... ''وسیلہ'' جنت میں ایک درجہ ہے،اس سے متعلق حدیث صحیح میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا قول ہے ''جس نے میرے لیے وسیلہ کا سوال کیااس کیلئے شفاعت حلال ہے''(۱۵)

شیخ الحنابلہ حضرت امام عبدالرحمٰن بن علی بن محمد الجوزی علیہ الرحمتہ (المتوفی ۵۹۷ھ/۱۲۰۱ء) لکھتے ہیں:۔

"وسیلہ "کے معنی میں دوقول ہیں،ذریعہ (قربت) یہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنھما،حضرت عطاخراسانی،حضرت مجاھد اورحضرت فراء رحمھم اللہ کا قول ہے۔حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں، اللہ تعالی کی رضا کے لئے اس کا قرب حاصل کرو...... دوسرا قول حضرت ابن زید علیہ الرحمہ کا ہے وہ کہتے ہیں وسیلہ سے مراد محبت ہے۔(١٦)

اس مقام پرمحدث ومفسرابن جوزی علیہ الرحمۃ نے "وسیلہ "وصل کے معانی عربی محاورہ میں استعمال کے جواز کے لئے ایک شعربھی نقل کیا ہے:۔

اذا غفل الواشون عدنا لوصلنا

وعاد التصافی بیننا والوسائل

یعنی جب چغل خوراور دشمن ہم سے غافل ہو جاتے ہیں تو پھر وصل نصیب ہو جاتا ہےاور ہماری باہمی محبت اور قرب کا رشتہ پھر سے استوار ہو جاتا ہے۔(۱۷)

ماہر لسانیات حضرت علامہ ابن منظور افریقی علیہ الرحمۃ (المتوفی ۷۱۱ھ/۱۳۱۱ء) لکھتے ہیں، دراصل "وسیلہ" کا مفہوم یہ ہے کہ وہ ذریعہ جس کے نتیجے میں کسی چیز تک رسائی اوراس کا قرب پایا جائے۔(۱۸)

سورہ مائدہ کی آیت ۳۵ کی تفسیر میں حضرت امام المفسرین محمد بن جریر طبری علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں "ائمہ حضرات نے "وسیلہ" کا جو معنی بتایا ہےاس کے بارے میں مفسرین کے درمیان کوئی اختلاف نہیں، "وسیلہ" سے مراد وہ چیز ہے جس کے ذریعے مقصود حاصل کیا جائے۔"(۱۹)

حضرت حافظ عماد الدین ابی الفداء اسمعیل بن کثیر دمشقی علیہ الرحمۃ (متوفی ۷۷۴ھ/۱۳۷۳ء) لکھتے ہیں:۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما وسیلہ کا معنی قرب بتاتے ہیں، اسی طرح حضرت مجاہد، ابووائل، حسن، قتادہ، عبداللہ بن کثیر، سدی اورابن زید وغیرہ کے نزدیک بھی یہی معنی ہے۔قتادہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اطاعت الٰہی اوراس کی خوشنودی کے حامل اعمال کے ذریعے اس کا قرب حاصل کرو۔ابن زید نے یہ آیت پڑھی:

اُولٰئِکَ الَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ یَبْتَغُوْنَ اِلٰی رَبِّھِمُ الْوَسِیْلَۃَ (بنی اسرائیل:۵۷)

"وہ لوگ جنھیں یہ مشرک پکارا کرتے ہیں، وہ خود ڈھونڈتے ہیں اپنے رب کی طرف وسیلہ"

ان ائمہ حضرات نے وسیلہ کا جو معنی بتلایا ہےاس کے بارے میں مفسرین کے درمیان کوئی اختلاف نہیں۔امام ابن جریر نے عربی کا ایک شعر بھی پیش کیا ہے جس میں

وسیلہ قرب اورنزدیکی کے معنی میں استعمال ہوا ہےاس شعر کا مفہوم یہ ہے:

"جب چغل خوراور رقیب ہم سے غافل ہو جاتے ہیں تو پھر وصل نصیب ہو جاتا ہےاور ہماری باہمی محبت اور قرب کا رشتہ پھر سے استوار ہو جاتا ہے۔

"وسیلہ" سے مراد وہ چیز ہے جس کے ذریعے مقصود حاصل کیا جائے۔وسیلہ جنت میں اس اعلی مقام کا نام بھی ہے جہاں نبی کریم ﷺ جلوہ فرما ہوں گےاور یہی آپ ﷺ کا گھر ہوگا۔یہ مقام عرش کے سب سے زیادہ قریب ہے۔حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:"جو شخص اذان سن کر یہ پڑھے:

اللھم رب ھذہ الدعوۃ التامۃ والصلوۃ القائمۃ ات محمد ن الوسیلۃ والفضیلۃ وابعثہ مقاما محمود ان لذی وعدتہ

ترجمہ:۔اے اللہ اس دعوت کامل اور ہمیشہ کھڑی ہونے والی نماز کے رب، حضرت محمد ﷺ کو وسیلہ اورفضیلت اور بلند درجہ عطا فرما اورآپ ﷺ کو مقام محمود پر فائز کر جس کا تو نے وعدہ کر رکھا ہے............اس کے لئے میری شفاعت حلال ہو جاتی ہے۔(۲۰۔۲۱)

حصرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:"جب تم مؤذن کو (اذان دیتے ہوئے) سنو تو جو وہ کہہ رہا ہو تم بھی وہی کہو پھر مجھ پر درود بھیجو، کیوں کہ جو بھی مجھ پر ایک مرتبہ درود بھیجتا ہے، اللہ تعالیٰ اس پر اپنی رحمتیں نازل فرماتا ہے، پھر میرے لئے وسیلہ کا سوال کرو، یہ جنت میں ایک مقام ہے جو اللہ کے بندوں میں سے صرف ایک بندے کے شایان شان ہےاور مجھے امید ہے کہ وہ میں ہی ہوں، پس جس نے میرے لیے وسیلہ طلب کیا اس کے لئے میری شفاعت لازم ہوگئی۔"(۲۲۔۲۳)

حضرت ابوہریرہ ؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تم مجھ پر درود پڑھو تو وسیلہ طلب کرو۔صحابہ رضی اللہ عنہما نے عرض کی: یارسول اللہ ﷺ وسیلہ کیا ہے؟ فرمایا جنت میں سب سے اعلی درجہ جسے صرف ایک ہی شخص پائے گا اور مجھے امید ہے کہ وہ

شخص میں ہی ہوں۔(۲۴۔۲۵)

اسی طرح کی حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہما سے ایک اور روایت ایک دوسری سند سے مروی ہے۔

حافظ ابوالقاسم طبرانی حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ایک روایت بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:"میرے لئے (اللہ سے) وسیلہ کا سوال کیا کرو، جس نے بھی میرے لئے اس دنیا میں وسیلہ کا سوال کیا تو میں قیامت کے دن اس کا گواہ یا سفارشی بنوں گا۔"

ابن مردویہ نے دوسندوں سے روایت کی ہے، حضرت ابوسعید خدری کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:"وسیلہ اللہ تعالی کے ہاں ایسا درجہ ہے جس کے اوپر کوئی درجہ نہیں، اس لئے اللہ تعالی سے دعا مانگا کرو کہ وہ مجھے یہ وسیلہ عطا فرمائے۔"

حضرت علی ؓ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں: جنت میں ایک درجہ جسے وسیلہ کہا جاتا ہے، جب تم اللہ سے مانگو تو میرے لئے بھی وسیلہ مانگو۔صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین نے عرض کی یارسول اللہ! یہاں آپ کے ساتھ کون سکونت پذیر ہوگا؟ فرمایا:"علی، فاطمہ، حسن اور حسین" یہ حدیث اس سند سے منکر ہے۔اسی قسم کی ایک اور غریب روایت ہے جس میں حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ نے منبر کوفہ پر فرمایا: اے لوگوں! جنت میں دو موتی ہیں: ایک سفید اور دوسرا زرد، زرد تو عرش کے نیچے ہےاور مقام محفوظ سفید موتی کا بنا ہوا ہے جس میں ستر ہزار بالاخانے ہیں۔ہر گھر تین میل کا ہےاس کے کمرے، دروازے، تخت اور رہائشی گویا ایک ہی اصل سے ہیں۔اسی کا نام وسیلہ ہے۔اس میں آپ ﷺ اور آپ ﷺ کے اہل بیت رہائش پذیر ہوں گے۔اوراسی طرح ایک پیلے رنگ کا موتی ہوگا جس میں حضرت ابراہیم علیہ السلام اورآپ کے اہل خانہ سکونت پذیر ہوں گے۔(۲٦)

شیخ احمد صاوی مالکی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں:۔

"(قولہ مایقربکم الیہ) ای یوصلکم الیہ و قولہ من طاعتہ بیان اسواء کانت تلک الطاعۃ فرضا او نفلا لما فی الحدیث ولا یزال عبدی یتقرب الی بالنوافل حتی احبہ فاذا احببتہ کنت سمعہ الذی یسمع بہ الحدیث فالتقوی ھنا ترک المخالفات وابتغاء الوسیلہ فعل المأمورات ویصح ان المراد بالتقوی امتثال الماء مورات الواجبۃ و ترک المنھیات المحرمۃ وابتغاء الوسیلۃ مایقربہ الیہ مطلقا ومن جملۃ ذلک محبۃ انبیاء اللہ و اولیائہ والصدقات و زیارۃ احباب اللہ وکثرۃ الدعاء وصلۃ الرحم و کثرۃ الذکر وغیر ذالک فالمعنی کل مایقربکم الی اللہ فالزموہ واترکواما یبعدکم عنہ اذا علمت ذالک فمن الضلال المبین والخسران الظاھر تکفیر المسلمین بزیارۃ اولیاء اللہ زاعمین ان زیارتھم من عبادۃ غیر اللہ کلا بل ھی من جملۃ المحبۃ فی اللہ التی قال فیھا رسول اللہ ﷺ الا لا ایمان لمن لامحبۃ لہ"

ترجمہ:۔وسیلہ بمعنی قرب مقصود میں اطاعت الٰہی کے تحت فرائض ونوافل بھی مراد ہیں جیسا کہ حدیث میں ہے کہ میرا بندہ بذریعہ نوافل میرا قرب حاصل کرتا ہے یہاں تک کہ میں اسے اپنا محبوب بنالیتا ہوں پھر میں اس کی سماعت ہو جاتا ہوں جس سے وہ سنتا ہے۔(۲۷)

یہ حدیث تقویٰ پر دلالت کرتی ہے جو نفس کی مخالفت سے حاصل ہوتا ہے، وسیلہ ڈھونڈنا فعل امر ہےاور صحیح یہی ہے کہ اس سے مراد تقوی، اوامر و واجبات پر عمل اور نواہی و ممنوعات وحرام سے گریز ہے۔ابتغاء الوسیلہ میں مطلق فرمایا گیا کہ وسیلہ ڈھونڈو تو اس میں انبیاء کرام علیہم السلام کی محبت بھی شامل ہےاور اولیاء کی محبت اور صدقات اور اللہ کے محبوب بندوں کی زیارات بھی شامل ہیں۔کثرت دعا، صلہ رحمی اور کثرت ذکر وغیرہ نیک اعمال بھی

شامل ہیں۔ پس یہ معنی قرب معلوم ہوگیا تو لازم ہے کہ اس پر عامل ہوں اور جو اسے ترک کرے گا اور اس سے دور ہوگا وہ کھلی گمراہی اور نقصان میں ہے جس کے نتیجے میں مسلمانوں کی تکفیر کرتے ہیں کہ اولیاء کی زیارت کرنے کے عمل پر ان کا گمان ہے کہ یہ عمل غیر اللہ کی عبادت ہے ہرگز نہیں۔ اللہ کی محبت میں ایک جملہ حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا خبردار اس کا ایمان نہیں جسے محبت نہیں اس کے واسطے۔ (۲۸)

یہی علامہ احمد صاوی مزید لکھتے ہیں:۔

"حضرات انبیاء اپنی امتوں کے لئے وسیلہ ہیں اور ہر شے میں ان کا واسطہ رسول اللہ ﷺ ہیں۔" (۲۹)

پھر مزید لکھتے ہیں، "حضور اکرم ﷺ ہر وسیلہ کا وسیلہ ہیں حتی کہ حضرت آدم علیہ السلام کے لئے بھی۔" (۳۰)

حضرت علامہ قاضی ثناءاللہ پانی پتی علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں:۔

"الوسیلہ" سے مراد تقرب الٰہی ہے۔ حاکم نے حضرت حذیفہ کا یہی قول بیان کیا ہے۔ میں کہتا ہوں تقرب سے مراد ہے تقرب ذاتی جوہر (جسمانی مادی) کیفیت سے بالاتر ہے۔

قاموس میں ہے:۔

تقرب شاہی، مرتبہ، درجہ، قربت، وسیلہ کے یہ سب معانی ہیں۔ ورسل کے معنی ہے راغب۔ صحاح میں ہے "وسیلہ، وصیلہ سے خاص ہے۔ وسیلہ کا معنی ہے کسی چیز تک رغبت کے ساتھ پہنچنا، اور وصیلہ کا معنی ہے وابستہ ہو جانا۔ اول کے اندر رغبت کا مفہوم داخل ہے۔

علامہ پانی پتی ایک اعتراض قائم کر کے خود ہی اس کا جواب دیتے ہیں:۔

"میں کہتا ہوں کہ رسول اللہ کے لئے مرتبہ وسیلہ تو براہ راست مخصوص ہے لیکن

حضور کی وساطت سے دوسرے اولیاء امت اور کاملین کے لئے بھی وہاں تک رسائی ممکن ہے۔ یہ بھی ہوسکتا ہے کہ لفظ "وسیلہ" کا اطلاق تمام مراتب قرب پر عموما کیا گیا ہو اور رسول اللہ ﷺ نے جس وسیلہ کی اپنے لئے مخصوص طور پر طلب فرمائی، وہ تمام مراتب قرب میں چوٹی کا درجہ ہو۔ واللہ اعلم" (۳۱)

امام ربانی شیخ مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:۔

" نظری سیر مرتبہ لاتعین میں جو قرب کا سب سے بڑا درجہ ہے اس سے اونچا کوئی درجہ نہیں۔ اور اسی مرتبہ کو بطور کنایہ رسول اللہ ﷺ نے اس ارشاد میں ظاہر فرمایا ہے کہ میرے لئے اللہ کی معیت میں ایک وقت ایسا بھی ہے جس میں میرے ساتھ کسی مقرب فرشتے اور بنی مرسل کی بھی گنجائش نہیں ہوتی یہ "سیر" صرف محبت سے وابستہ ہے اور محبت اتباع سنت کا ثمرہ ہے اللہ نے فرمایا ہے قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْكُمُ اللّٰهَ (یعنی اے محبوب تم فرماؤ، اگر تم اللہ سے محبت کے دعوے دار ہو تو میرا اتباع کرو تو اللہ بھی تم سے محبت فرمائے گا) پس سنت کی پوری پیروی اور ظاہری و باطنی اتباع سے ہی حضور کی وساطت سے یہ مرتبہ محبت حسب مشیت الٰہیہ حاصل ہو جاتا ہے"۔ (۳۲)

فخر المفسرین عمدۃ المحققین علامہ ابو محمد عبد الحق حقانی دہلوی لکھتے ہیں:۔

"الیہ الوسیلہ ممکن ہے کہ ابتغوا سے متعلق ہو اور جائز ہے کہ خود "الوسیلہ" سے کیوں کہ یہ بمعنی المتوسل بہ ہے"............اچھی چیزوں کا عمل میں لانا عبادت، سخاوت، رحمدلی، بردباری، صبروشکر، رضاو تسلیم وغیرہ ان سب کی طرف "وابتغوا الیہ الوسیلہ" میں اشارہ فرمایا............ "وسیلہ" ہر قسم کے اچھے کام ہیں اور قرآن مجید اور نبی کریم علیہ الصلوۃ والسلام اور بزرگان دین بھی خدا تعالیٰ کی طرف کا وسیلہ ہیں"۔ (۳۳)

جامعہ عثمانیہ حیدرآباد دکن کے شیخ الحدیث وصدر شعبہ دینیات حضرت علامہ مولانا عبد القدیر صدیقی قادری المتخلص حسرت علیہ الرحمۃ تحریر فرماتے ہیں:۔

"وابتغوا الیہ الوسیلة، اس سے ملنے کے لئے وسیلے ڈھونڈو۔ تمام نیک کام اللہ سے ملنے کے وسیلے ہیں۔ نماز پڑھو، روزہ رکھو، حج کرو، زکوۃ دو، ہر قسم کے نیک کام کرو مگر سب سے بڑی چیز خدا اور رسول کی محبت ہے۔ حدیث شریف میں آیا ہے، کوئی شخص مسلمان نہیں ہوتا، اس کو ایمان نہیں ملتا جب تک رسول خدا ﷺ، اس کی جان سے، اس کے ماں باپ سے، اس کی اولاد سے، اس کے مال سے اور ساری دنیا سے عزیز تر نہ ہوں۔ آج کل دین اور محبت نبی کریم ﷺ و اولیائے کرام کی محبت کے ڈاکو، زوروں پر ہیں، اس عظیم الشان نسبت کی ڈوری کو منقطع کر دیتے ہیں ان کو معلوم ہونا چاہئے کہ حبیب خدا ﷺ نے فرمایا ہے، "جو جس کو چاہے وہ اس کے ساتھ ہوتا ہے) ☆

ہمیشہ اس دعا کو پیش نظر رکھیں، اس کو ورد زبان بنائیں۔ جس کو ترمذی، نسائی، ابن ماجہ، طبرانی، صحیح ابن خزیمہ، حاکم، بیہقی نے حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے، وہ دعا یہ ہے۔

اللهم انی اسئلک واتوجه الیک بحبیبک المصطفی عندک یا حبیبنا یا محمد! انا نتوسل بک الی ربک فاشفع لنا عند المولی العظیم یا نعم الرسول الطاهر! اللهم شفعه فینا بجاهه عندک

اے عاشقان رسول! تم ابن عمر رضی اللہ عنہ اور ابن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کی اتباع میں

☆ (المرء مع من احب، طبرانی (۳۴)، رواہ البخاری (۳۵)، جامع الترمذی (۳۶)، نسائی (۳۷) سنن ابن ماجہ (۳۸) امام حاکم (متوفی ۴۰۵ھ/۱۰۱۵ء) نے مستدرک میں (۳۹) اس کی شرط شیخین پر تصحیح کی، امام ابوبکر احمد بن الحسین بیہقی علیہ الرحمہ نے دلائل النبوت (۴۰) امام ابن حجر مکی علیہ الرحمہ نے (۴۱) اسناد صحیح کے ساتھ روایت کیا ہے اور یہ اضافہ کیا ہے کہ (مقام وقد ابصر) جس نابینا نے حصول بینائی و بصارت کے لیے یہ دعا پڑھی وہ جب دعا کر کے کھڑا ہوا تو بینائی حاصل ہو چکی تھی، یہی روایت علامہ شیخ شمس الدین ابو الخیر محمد بن محمد الجزری علیہ الرحمہ (المتوفی ۸۳۳ھ/۱۴۲۹ء) نے اور امام تقی الدین سبکی علیہ الرحمہ (المتوفی ۷۵۶ھ/۱۳۵۵ء) نے بھی نقل کی ہے۔ (۴۳)

☆ اس کی تفصیل کے لیے فقیر کی کتاب "**کس کے لیے اللہ کافی ہے؟**" صفحہ ۱۴-۱۵ ملاحظہ کیجئے۔

یارسول اللہ! یارسول اللہ! پکارتے رہو، یا محمد ﷺ کو ورد زبان رکھو، دعا کرتے رہو کہ اللہ تم کو، ہم کو اپنے حبیب ﷺ کی محبت دے، ان کے دوستوں کی محبت دے، ان کی یاد میں مست رکھے، یہ رشتہ محبت تم کو خدا تک پہنچا دے گا۔" (۴۴)

ابوالکلام آزاد لکھتے ہیں:۔

ترجمہ:۔ مسلمانو! (ہر حال میں) اللہ (کی نافرمانی کے نتائج) سے ڈرتے رہو، اور اس تک پہنچنے کا ذریعہ ڈھونڈو، اور اس کی راہ میں جدوجہد کرو، تاکہ تمہیں کامیابی حاصل ہو۔ (۴۵)

ابوالاعلیٰ مودودی صاحب لکھتے ہیں:۔

ترجمہ:۔ "اے لوگو جو ایمان لائے ہو، اللہ سے ڈرو اور اس کی جناب میں باریابی کا ذریعہ تلاش کرو"

تفسیر:۔ یعنی ہر اس ذریعہ کے طالب اور جویاں رہو جس سے تم اللہ کا تقرب حاصل کرسکو اور اس کی رضا کو پہنچ سکو۔ (۴۶)

مولانا وحید الزمان (غیر مقلد) لکھتے ہیں:۔

وسیلة	رغبت کرنا، نزدیک ہونا
توسیل	وسیلہ پکڑنا
توسل	ایسا عمل کرنا جس سے اللہ کا قرب حاصل ہو، چرانا
وسیلة	درجہ اور مرتبہ جو بادشاہ کے پاس حاصل ہو۔
ات محمد ن الوسیلة	حضرت محمد کو وسیلہ عطا فرما (یعنی اپنا قرب اور شفاعت کی مقبولی بعضوں نے کہا وسیلہ ایک منزل ہے بہشت میں، جیسے اگلی حدیث میں وارد ہے
سلو الله لی الوسیلة	اللہ تعالی سے مانگو کہ مجھ کو وسیلہ عنایت فرمائے۔

انھا اعلی درجة فی الجنة اخیر تک۔وسیلہ ایک بلند درجہ ہے بہشت میں، اس کی ہزار سیڑھیاں ہیں، ایک سیڑھی سے دوسری سیڑھی اتنی بلند ہے کہ سو برس میں تیز گھوڑا جتنی مسافت طے کرے کوئی سیڑھی اس کی جواہر کی ہے کوئی یاقوت کی، کوئی سونے کی، کوئی چاندی کی۔قیامت کے دن وہ لایا جائے گا اور دوسرے پیغمبروں کے مقاموں میں ایسا چمکے گا جیسے چاند تاروں میں۔اور ہر ایک پیغمبر اور صدیق اور شہید یہ کہے گا، مبارک ہے وہ شخص جس کو یہ درجہ ملے کذا فی مجمع البحرین۔مجمع البحار میں ہے کہ شاید آپ نے یہ حدیث اس وقت فرمائی ہوگی جب آپ کو یہ معلوم نہ ہوا ہوگا کہ مقام محمود آپ کا مقام ہے۔بعضوں نے کہا امت کی دعا سے اپنی عاجزی ظاہر کرنا مقصود ہے۔اور خود امت کو اس کا اجر اور ثواب دلانا۔(۴۷)

جامعہ دمشق کے فقیہہ الاستاذ ڈاکٹر وھبۃ الزخیلی لکھتے ہیں:۔

"اللہ کی خوشنودی یا اس کے قرب کے لئے ذریعہ تلاش کرنا۔اس کا اطلاق اعلیٰ منزل یا اس درجہ پر بھی ہوتا ہے جو جنت میں ہے۔(۴۸)

اولیاء کو وسیلہ بنانا اور پکارنا جائز ہے:۔

علامہ ابی الفضل شہاب الدین السید محمود الالوسی البغدادی علیہ الرحمۃ (المتوفی ۱۲۷۰ھ/۱۸۵۴ء) لکھتے ہیں، "اس آیت وسیلہ سے بعض لوگوں نے استدلال کیا ہے کہ صالحین یعنی نیک لوگوں سے استغاثہ اور انھیں اپنے اور اللہ کے درمیان وسیلہ بنانا جائز ہے، اس میں کوئی شک نہیں جو زندگی میں وسیلہ ہو سکتے ہیں یا انھیں پکارا جا سکتا ہے انھیں بعد وصال بھی وسیلہ بنایا جا سکتا ہے۔وسیلہ بمعنی دعا کا مطلب یہ ہے کہ فضیلت والا بھی کم فضیلت والے سے دعا کے لئے کہہ سکتا ہے۔جیسا کہ حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے فرمایا، اے میرے بھائی ہمیں اپنی دعاؤں میں نہ بھلانا، نیز حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ سے دعاء مغفرت کرانے کے لئے حضرت عمر کو حکم دینا۔(۴۹)

جناب مفتی محمد شفیع دیوبندی لکھتے ہیں:۔

"انبیاء وصالحین کی صحبت ومحبت بھی وسیلہ میں داخل ہے اس لئے کہ وہ رضائے الٰہی کے اسباب میں سے ہیں اسی لئے ان کو "وسیلہ" بنا کر اللہ سے دعا کرنا درست ہوا۔(۵۰)

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی علیہ الرحمۃ (المتوفی ۱۱۷۶ھ/۱۷۶۲ء) لکھتے ہیں:۔

آیت وسیلہ اور آیت بیعت (سورہ فتح) کی تلاوت، مرشد اور مرید کے تعلق کو قائم کرنے کے موقع پر ضروری سمجھتے ہیں کہ مرشد بیعت کرتے وقت خود بھی پڑھے اور مرید کو بھی پڑھوائے۔(۵۱)

حضرت ضیاء الامت پیر محمد کرم شاہ الازہری علیہ الرحمۃ (جسٹس وفاقی شرعی عدالت) لکھتے ہیں:۔

"اور مرشد کامل جو اپنی روحانی توجہ سے اپنے مرید کی آنکھوں سے غفلت کی پٹی اتار دے اور دل میں یاد الٰہی کی تڑپ پیدا کر دے، اس کے "وسیلہ" ہونے میں کون شبہ کر سکتا ہے، کاملین امت نے ایسے مرشد کی تلاش میں سینکڑوں اور ہزاروں کوس کی مسافت کو پاپیادہ طے کیا ہے اور ان کی راہنمائی اور دستگیری سے آسمان معرفت وحکمت پر مہر و ماہ بن کر چمکے ہیں۔"(۵۲)

حاصل کلام "وسیلہ کیا......؟":۔

قارئین محترم! "وسیلہ" کے لغوی واصطلاحی معانی ومفاہیم مندرجہ بالا حوالہ جاتی عبارات کے ذریعے یقیناً ذہن نشین ہو گئے ہوں گے۔اعمال حسنہ وافعال صالحہ بھی قرب رب العالمین کا ذریعہ ہیں اور جو نیکوکار بندے یہ قرب پہلے ہی حاصل کر چکے ہیں اب وہ نیکوکار بندے دوسرے عام بندوں کے لئے فیض الٰہی کا "واسطہ اور وسیلہ" ہیں۔

وسیلہ کیوں؟ وسیلہ زندگی کے لئے:۔

اسباب اور وسائل سے بے نیاز ہو کر کائنات وحیات کا نظام باقی نہیں رہ سکتا، یہ

دنیا عالم اسباب ہے۔جاندار تو کجا، بے جان یعنی جمادات (پہاڑ و پتھر) کو بھی کسی وسیلے نے اپنے مستقر میں ٹھہرایا ہوا ہے۔یوں سمجھ لیجئے، اللہ تعالیٰ جل مجدہ وشانہ نے پہاڑوں کے ذریعہ اور وسیلے سے پتھر و چٹان کو اس کا حصہ بنا دیا ہے اور زمین کے ذریعے پہاڑوں کو جامد کر دیا ہے ورنہ یہ پتھر و پہاڑ لڑھکتے ہی رہتے انھیں استقرار حاصل نہ ہوتا، جب بے جان کو "وسیلہ" کی ضرورت ہے تو جاندار یعنی عالم حیات کو تو زیادہ ضرورت ہے کہ "وسیلہ" تلاش کریں۔بچہ کو ولادت کے لئے ماں و باپ کے "وسیلہ" کی ضرورت ہے۔بچہ کو نشو ونما یعنی اپنی پرورش و تربیت مرحلہ وار طفولیت تا شباب ماں و باپ اور اساتذہ کے "وسیلہ" کی ضرورت ہے۔ماں و باپ کو اظہار محبت وشفقت کے لئے اولاد کے "وسیلہ" کی ضرورت ہے۔معلمین (اساتذہ) کو طالبان علم (شاگردوں) کے "وسیلے" کی ضرورت ہے۔ہر انسان کو کسب معاش کے "وسیلہ" کی ضرورت ہے۔حیات انسانی کے لئے، حرکت قلب کے "وسیلہ" کی ضرورت ہے۔بدلتے موسموں کی شدت سے بچنے کے لئے چہار دیواری اور چھت کے "وسیلہ" کی ضرورت ہے۔دشمنوں کے حملوں سے بچنے کے لئے اپنے قبیلہ میں یگانگت پیدا کرنے کے "وسیلہ" کی ضرورت ہے۔یہ اسباب اور وسائل اللہ تعالیٰ فراہم فرماتا ہے۔وہی حقیقی مسبب الاسباب اور حقیقی مستعان و کارساز ہے۔اس نے عقل وشعور اور دیگر اسباب عطا فرمائے تو انسان نے قوی ہیکل جانوروں پر قابو پا لیا۔یہ اسباب تو عام انسان کو بھی حاصل ہو جاتے ہیں۔لیکن مسلمان کی یہ شان ہے کہ اللہ تعالیٰ اسے وہ "وسیلہ" عطا فرما دیتا ہے کہ جس کے نتیجے میں جنگلی درندہ شیر حضرت سفینہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ایسا مطیع وفرمانبردار ہو جاتا ہے کہ جنگل سے شہر تک آپ کا محافظ بن کر راستہ طے کرتا ہے۔حضرت سفینہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے شیر کے سامنے آنے پر یہ کہا، "میں اللہ تعالیٰ کے محبوب رحمت عالم محمد رسول اللہ ﷺ کا غلام ہوں" بس پھر وہی شیر جو حملہ کرنا چاہتا تھا، سر جھکا کر حضرت سفینہ کے قدموں میں کھڑا ہو گیا۔(۵۳)

وسیلہ کیوں؟:۔

ہر عام مسلمان نیکی و بدی، اچھائی و برائی اور ثواب و گناہ کی کشمکش میں مبتلا رہتا ہے اور چاہتا ہے کہ "صراط مستقیم" پر گامزن ہو، لیکن شیطان کے مکر و فریب اور یہود و نصاری یا ان کے ایجنٹوں کی ریشہ دوانیوں کے باعث سیدھے راستے سے بھٹکنے کا غالب امکان رہتا ہے۔دولت ایمان درحقیقت سب سے قیمتی سرمایہ و اثاثہ ہے اسے ساتھ لے کر بحفاظت اس منزل تک پہنچنا جسے "برزخ" کہتے ہیں (جو موت کے بعد قبر کی دنیا ہے) اتنا آسان نہیں جب کہ راستے پر خطر ہوں، ایمان کے ڈاکو راستوں کے اطراف میں بیٹھے، ایمان کی دولت کو لوٹنے کے لئے ہر مسلمان مسافر کے مال و اسباب کو تاک رہے ہیں، ایسے ماحول میں صرف وہی کامیابی کی منزل سے ہمکنار ہو سکتا ہے جو اپنے لئے بھی اور اپنے مال و اسباب کی حفاظت کے لئے بھی محافظ دستوں کا اہتمام رکھتا ہے۔حفاظت کے اس انتظام ہی کو "وسیلہ" کہتے ہیں۔ہر مسلمان کو اپنے آقا رحمت عالم ﷺ کا "وسیلہ" طلب کرنا چاہئے نیز اہل بیت کرام، صحابہ عظام اور اولیاء وصالحین رضی اللہ عنہم کا وسیلہ بھی ایمان کی حفاظت و استقامت کے لئے ضروری ہے۔

وسیلہ موت کے وقت:۔

گذشتہ صفحات میں آپ پڑھ چکے ہیں، کہ وسیلہ اللہ تعالیٰ جل شانہ کے قرب کو پانے کے لئے خود اللہ کے حکم کی صورت قرآن مجید میں موجود ہے زندگی سے موت کا سفر اللہ کے قریب کرتا ہے، مسلمان مرنے کے بعد اور قبر کی برزخی زندگی میں اللہ سے مزید قریب ہوتا ہے جب بندہ مومن بیعت مرشد کے ذریعے یہ وسیلہ حاصل کر لیتا ہے تو شیخ طریقت سے اپنے تعلق کی بنا پر، "ایمان" زندگی کی آخری سانس تک سلامت رہتا ہے جب وقت نزاع یعنی جانکنی کے عالم میں شیطانی حملوں کے نتیجے میں ایمان ضائع ہونے کا خدشہ ہوتا

ہے تو شیخ طریقت سے توسل واستمداد کے نتیجے میں ایمان کی حفاظت کا غیبی انتظام ہو جاتا ہے جیسا کہ امام المفسرین امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ کے وقت نزاع میں آپ کے شیخ طریقت حضرت نجم الدین کبری قدس سرہ (شہید ۶۱۸ھ/۱۲۲۱ء) نے شیطان کے حملوں سے اپنے مرید صادق کو بچانے کے لئے اپنا کردار ادا کیا تھا اگرچہ شیخ اپنے مرید سے سینکڑوں میل کی مسافت کے فاصلہ پر تھے۔(۵۴)

وسیلہ قبر میں:۔

"وسیلہ" زندگی وموت دونوں میں کام آتا ہے۔اور بعد موت قبر میں نکیرین کے سوالوں کے جوابات دینے کے موقع پر بھی یہی "وسیلہ" کام آتا ہے، جیسا کہ سرکار شہنشاہ بغداد غوث الاعظم شیخ عبدالقادر جیلانی نور اللہ مرقدہ کے دھوبی نے قبر میں نکیرین کے سامنے اپنے شیخ کا نام بار بار لیا، قطب الاقطاب حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کے نام ہی کا وسیلہ آپ کے مرید دھوبی کے کام آ گیا، اور وہ عذاب قبر سے محفوظ ہو گیا۔(۵۵)

برادران وخواہران اسلام! (اسلامی بھائیوں و بہنوں) قبر میں پوچھے جانے والے سوالات اور ان کے جوابات کو یاد کرنے اچھی طرح رٹ لینے سے مرنے کے بعد کیا ہم جوابات دے سکیں گے؟ اگر یاد کرنے اور رٹ لینے ہی سے قبر کی منزل آسان ہو سکتی تو پھر کسی کو عذاب قبر نہ ہوتا، ہر ایک یاد کر کے مر جائے، خواہ وہ بدمذہب و بدعقیدہ ہو، کافر و مشرک ہو، مجوس و ہنود ہوں یا نصاری و یہود ہوں۔نہیں......نہیں......نہیں...... یہ خیال قطعا درست نہیں۔ نبی کریم علیہ الصلوۃ والتسلیم نے سوالات وعذاب قبر سے متعلق جو کچھ ارشاد فرمایا، وہ صحابہ نے بھی سنا اور منافقین ومشرکین نے بھی سنا، جب کہ منافقین ومشرکین یہ اچھی طرح جانتے اور سمجھتے تھے کہ آپ ﷺ واقعی اللہ تعالی سبحانہ کے رسول برحق اور خاتم النبیین ہیں، لیکن بوجوہ عناد آپ کی ذات والاصفات پر ایمان نہیں لاتے تھے۔لہذا وہ چاہتے تو سوالات قبر کے جوابات اچھی طرح حفظ وذہن نشین کر لیتے اور کیا معلوم؟ کہ ایسا

کیا بھی ہو، تاہم ان کا نفاق وکفر انھیں عذاب قبر میں مبتلا کر گیا، رئیس المنافقین عبداللہ بن ابی اور ابوجہل کو عذاب میں گرفتار کئی اصحاب نے خواب میں دیکھا۔لیکن ابولہب (جس کی مذمت میں قرآن مجید میں "سورہ لھب" نازل ہوئی) جیسے کافر کو ایک عمل جو بر موقع ولادت خاتم المرسلین ﷺ اپنی لونڈی حضرت ثویبہ رضی اللہ عنہا کو ولادت کی خوشی میں آزاد کرنے سے متعلق ہے یہ عمل محبت ایسا "وسیلہ" بنا، کہ ابولہب کے لیے پیر کے دن عذاب میں تخفیف کا ذریعہ بن جاتا ہے یا پیر کے دن عذاب اٹھا لیا جاتا ہے۔(۵۶) ایک کافر کو بھتیجے کی ولادت کی خوشی کرنے پر یہ اجر مل رہا ہے تو مسلمان کو ہر روز اپنے آقا ومولا فخر موجودات و سرور کائنات ﷺ کو یاد کرنے اور ہر روز پانچوں وقت اذان کے بعد دعا میں "طلب وسیلہ" کے کلمات کی تکرار کرنے کا فائدہ کیا ہوگا؟ یہی فائدہ ہوگا کہ مسلمان کا لمحہ لمحہ، قبر میں راحت اور بلندی درجات کا باعث ہوگا۔

شاہ اسمعیل دہلوی، وسیلہ کی ضرورت پر بحث کرتے ہوئے لکھتے ہیں (عبقہ نمبر ۱۹):۔

تم کو اپنے وجدان کی طرف توجہ کرنی چاہئے میں سمجھتا ہوں کہ تم یہ محسوس کرو گے کہ "قلب" کے سامنے بدن کے دوسرے قویٰ جو دست سوال دراز کرتے ہیں اور اس سے مانگتے ہیں، یہ بات بھی قویٰ میں اس راہ سے پیدا ہوتی ہے کہ پہلے خود قلب ہی میں ایک مخفی میلان اس کام کے متعلق پیدا ہوتا ہے، اور اسی مخفی میلان کے بعد بدن کی ان ساری قوتوں کی وجہ قلب کی طرف منعطف ہو جاتی ہے، اور قلب کو اسی میلان کے بعد اس فعل پر آمادہ کرنے کے لئے بدن کے قویٰ کوشش کرتے ہیں۔جس سے معلوم ہوا کہ کائناتی نظام میں بھی اسباب وعلل کی طرف سفارش وشفاعت کا جو کام منسوب ہے، اور ان کی طرف سے دست سوال جو دراز کئے جاتے ہیں، یہ بھی اسی تجلی کے التفات کی دست نگر اور رہین منت ہے، یعنی اس کام کی طرف اس تجلی کی جو مخفی عنایت شامل حال ہوتی ہے، اسی بنیاد پر قائم ہے، بلکہ سچی بات یہی ہے کہ شفاعت اور سفارش کے لئے سفارش کرنے والوں کو یا سوال

پر سوال کرنے والوں کو بھی آمادہ یہی تجلی کرتی ہے، (یہی مطلب ہے اس قرآنی آیت کا) "**من ذالذی یشفع عنده الا باذنه** یعنی کون ہے جو سفارش کرے اس کے آگے لیکن اسی کی اجازت سے یا دوسری جگہ جو یہ فرمایا گیا ہے، **وکم من ملک فی السموت لاتغنی شفاعتهم شیئا الا من بعد ان باذن الله لمن یشا و یرضی** اور کتنے فرشتے آسمانوں میں ہیں انھیں کام دیتی ہے ان کی سفارش مگر بعد اس بات کے اجازت دے ان کو اللہ جس کے لئے چاہے اور جس کے لئے وہ پسند فرمائے"۔

خلاصہ یہ ہے کہ اپنے بندوں کو شفیع اور سفارشی بھی وہی خود بناتا ہے وہی ان سفارش کرنے والوں کو شفاعت کا الہام فرماتا ہے اور سوال کرنے اور دعا مانگنے کا الہام بھی ان ہی کی طرف سے ہوتا ہے پھر خود ہی اس سفارش اور دعا کو وہی قبول بھی فرماتا ہے۔

حاصل کلام "وسیلہ کیوں......؟":۔

قارئین محترم! گذشتہ صفحات زیر عنوان "وسیلہ کیا؟" آپ پڑھ چکے ہیں کہ بلاشبہ اعمال صالحہ بھی "وسیلہ" ہیں، لیکن یہ نتائج "اطاعت" کے ذریعہ حاصل ہوتے ہیں بظاہر اطاعت مقدم ہے، مگر اطاعت، استقامت علی الدین وغیرہ کے لئے راہنمائی اشد ضروری بھی ہے اور مقدم بھی، جب کہ یہ راہنمائی بیعت مرشد کے بغیر ممکن نہیں۔لہذا اس عنوان "وسیلہ کیوں؟" کا خلاصہ یہ ہے کہ فرائض وواجبات، ارکان دین پر عمل، عدل و احسان، صدقات وخیرات، اور ترک فواحشات ومنکرات اس وقت تک ممکن نہیں جب تک اللہ کے نیک بندوں کے مقدس ہاتھوں میں اپنا ہاتھ نہ دیا جائے زبان سے اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ۝ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ ۝ (۵۸) دعا کرتے رہیں اور عملا سیدھے راستے پر چلنے کے لئے انعام یافتہ بندوں کی انگلی پکڑ کر صراط مستقیم پر گامزن ہوں۔

وسیلہ کیسے؟:۔

قارئین محترم، برادارن اسلام! اب تک یہ واضح ہو چکا ہے کہ "وسیلہ" کے بغیر دونوں جہان میں ناکامیاں ہی ناکامیاں ہیں۔"وسیلہ" کی ضرورت وافادیت سے انکار ممکن نہیں۔رسالہ ہذا کے اس حصہ میں "وسیلہ کیسے؟" کے زیر عنوان چند احادیث شریفہ اور اقوال اسلاف تحریر کرنے پر اکتفاء کریں گے۔

حدیث شریف:۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، بے شک حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے قحط سالی میں اس طرح دعا کی "اے اللہ ہم تیری طرف اپنے نبی ﷺ کا وسیلہ کیا کرتے تھے تو ہمیں سیراب فرماتا، اب ہم تیری طرف اپنے نبی کے چچا حضرت عباس کا وسیلہ کرتے ہیں تو ہمیں سیراب فرما دے راوی نے کہا تو وہ سیراب کر دیئے گئے۔(۵۹)

حدیث شریف:۔ حضرت عبداللہ سے روایت ہے انھوں نے کہا، میں نے حضرت ابن عمر سے ابوطالب کا یہ شعر سنا، اور قسم ہے اس گورے چہرہ کی جس کے وسیلے سے بادل سے سیرابی طلب کی جاتی ہے جو یتیموں کا ماوی اور خاکساروں کی پناہ ہے حضرت عمر بن حمزہ نے کہا کہ ہم سے سالم نے حدیث بیان کی کہ بسا اوقات میں شاعر کا یہ ذکر کرتا اور نبی کریم ﷺ کے چہرہ اقدس کی طرف نظر کر کے سیرابی طلب کی جاتی تو بارش ہونے لگتی یہاں تک کہ پرنالہ بہنے لگتا۔(۶۰)

حدیث شریف:۔ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب آدم علیہ السلام نے خطا کے بعد یہ عرض کی اے میرے رب! میں تجھ سے وسیلہ محمد کا سوال کرتا ہوں کہ تو میری مغفرت فرما دے، اللہ تعالی نے فرمایا! اے آدم! تو نے محمد کو کیسے پہچانا کہ میں نے انھیں پیدا ابھی نہیں کیا ہے، عرض کیا کہ اے رب! جب تو نے

مجھے پیدا کیا اور میرے اندر اپنی طرف سے روح پھونکی تو میں نے اپنا سر اٹھایا تو میں نے عرش کے پایوں پر لکھا ہوا دیکھا لا الہ الا اللہ محمد الرسول اللہ، تو میں نے جان لیا کہ تو نے اپنے نام کے ساتھ اپنی محبوب مخلوق کا نام ملا لیا ہے، تو اللہ تعالی نے فرمایا! اے آدم! تو نے سچ کہا وہ میرے نزدیک تمام مخلوقات میں سب سے زیادہ محبوب ہیں۔ جب تو نے ان کے توسل سے سوال کیا ہے تو میں نے تیری مغفرت کر دی۔ اگر محمد نہ ہوتے تو میں تجھ کو پیدا نہ کرتا۔ (٦١)

حدیث شریف:۔ محمد بن حرب سے مروی ہے کہ نبی مکرم ﷺ کے روضہ اقدس پر ایک بدوی (اعرابی) حاضر ہوا، اور اس نے عرض کیا! یا خیر المرسلین! اللہ تعالیٰ نے آپ پر سچی کتاب نازل فرمائی اور اس میں یہ فرمایا، **وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَلَمُوْآ اَنْفُسَهُمْ جَآئُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا الرَّحِيْمًا** (٦٢) یعنی "اگر وہ اپنی جانوں پر ظلم کریں تو انھیں چاہئے، اے محبوب! تمہارے دربار میں حاضر ہوں اور اللہ سے معافی چاہیں اور اللہ کے رسول بھی سفارش فرما دیں تو پھر اللہ تعالی کو توبہ قبول کرنے والا مہربان پائیں گے۔" یارسول اللہ! میں آپ کے حضور اپنے گناہوں کی مغفرت کے لئے حاضر ہو گیا ہوں اور اپنے رب کی طرف آپ کے وسیلے سے سفارش چاہتا ہوں پھر اس نے یہ شعر پڑھا،

یا خیر من دفنت بالقاع اعظمه
خطاب من طیبهن القاع والاکم
نفسی الفداء لقبر انت ساکنه
فیه العفاف و فیه الجود والکرم

یعنی "اے زیر زمین مدفون ہونے والوں میں سب سے بہتر، تو ان کی خوشبو سے گورستان معطر ہو جائے میری جان اس قبر پر قربان جس میں آپ رونق افروز ہیں، اس میں

ہے صاحب سخاوت، معاف کرنے، مہربانی کرنے والے اور کرم فرمانے والے اے جان پاک" پھر وہ اعرابی قبر شریف کے نزدیک کھڑا رہا اور اس نے کہا "اے اللہ! تو نے غلام آزاد کرنے کا حکم دیا ہے اور یہ تیرے حبیب ہیں اور میں تیرا بندہ ہوں تو مجھے دوزخ سے آزاد کر اپنے حبیب کے مزار ہی پر" تو پھر ایک ہاتف نے آواز دی اے شخص! تو آزادی مانگتا ہے فقط اپنی، تو نے تمام مخلوق کے لئے سوال کیوں نہیں کیا؟ جاؤ ہم نے تجھے دوزخ سے آزاد کر دیا۔ (٦٣)

حدیث شریف:۔ رحمت عالم ﷺ نے اللہ کی بارگاہ میں اپنا توسل پیش کیا۔
حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں، حضرت علی کی والدہ حضرت فاطمہ بنت اسد رضی اللہ عنہا کے وصال کے بعد حضور نبی کریم علیہ الصلوۃ والتسلیم ان کے سرہانے آ بیٹھے، ان کی تعریف فرمائی، کفن کے لئے اپنے چادر مبارک عطا فرمائی، پھر حضرت اسامہ بن زید، حضرت ابوایوب انصاری، حضرت عمر بن خطاب اور ایک غلام (علیہم الرضوان) کو بلا کر قبر تیار کروائی، اور پھر اس میں آپ ﷺ لیٹ گئے، اور دعا فرمائی، "اے اللہ! میری ماں فاطمہ بنت اسد کو بخش دے اور ان پر ان کی قبر کشادہ کر دے اپنے نبی اور مجھ سے پہلے نبیوں کے وسیلے سے کیوں کہ تو ہی سب سے زیادہ رحم فرمانے والا ہے۔" (٦٤)

صحابہ کرام علیہم الرضوان سے توسل بعد وصال:۔

حضرت سید الشہداء حمزہ بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہما! شیخ الاسلام علامہ سمہودی علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں:۔

"ہمیشہ سے لوگ علماء اور شہداء و صالحین کی قبروں سے تبرک حاصل کرتے رہے ہیں اور خصوصا سیدنا حمزہ بن عبدالمطلب کی قبر شریف کی مٹی بطور تبرک قدیم زمانے سے اٹھاتے رہے ہیں۔ (٦٥)

حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے توسل و برکت:۔

چوتھی صدی کے معاون مجدد، امام المحدثین علامہ ابن عبدالبر الاندلسی علیہ الرحمۃ (المتوفی ٣٨٠ھ/٩٩٠ء) لکھتے ہیں، "حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کی قبر شریف فصیل قسطنطنیہ کے قریب واقع ہے، آج تک اس کی عظمت مشہور و معروف ہے، لوگ وہاں آ کر بارش طلب کرتے ہیں تو بارش ہو جاتی ہے۔" (٦٦)

حضرت امام اعظم ابوحنیفہ کی قبر مبارک سے توسل:۔

فقیہہ و مفتی اعظم شام حضرت علامہ محمد امین بن عمر بن عبدالعزیز عابدین دمشقی علیہ الرحمۃ، (متوفی ١٢٥٢ھ/١٨٣٦ء) امام شافعی رضی اللہ تعالی عنہ کے عقیدہ و عمل توسل سے متعلق تحریر فرماتے ہیں،

"انی لاتبرک بابی حنیفة واجی الی قبره فاذا عرضت لی حاجة صلیت رکعتین وسالت الله تعالی عند قبره فتقضی سریعا" (٦٧)

ترجمہ:۔ میں حصول برکت کے لئے امام ابوحنیفہ کی قبر شریف پر آتا ہوں اور اپنی حاجت روائی کے لئے دو رکعت نماز ادا کرتا ہوں اور اللہ تعالی سے سوال کرتا ہوں ان کے مزار شریف پر، تو فورا میری حاجت پوری ہو جاتی ہے۔

علامہ شامی علیہ الرحمۃ نے یہ عبارت بھی نقل فرمائی ہے:۔

ان الشافعی صلی الصبح عند قبره فلم یقنت، فقیل له: لم؟ قال: تادبا مع صاحب هذا القبر (٦٨)

ترجمہ:۔ بے شک امام شافعی نے امام اعظم ابوحنیفہ کے مزار پر حاضری کے وقت نماز فجر ادا کی اور قنوت نازلہ نہیں پڑھی، ان سے پوچھا گیا کہ آپ نے ایسا کیوں کیا؟ فرمایا! صاحب مزار کے ادب کی وجہ سے میں نے اپنا اصول ترک کیا۔

امام شافعی علیہ الرحمۃ نماز فجر میں قنوت نازلہ پڑھتے ہیں اور آپ کے مقلدین بھی پڑھتے ہیں، لیکن امام اعظم علیہ الرحمۃ سے توسل کی غرض سے جب مزار پر حاضر ہوتے ہیں تو اپنے اصول کو بھی ترک کر دیتے ہیں۔

امام شافعی رضی اللہ عنہ کے اس طرز عمل کو حضرت ابوبکر احمد بن علی خطیب بغدادی علیہ الرحمۃ (متوفی ٤٦٣ھ/١٠٧٠ء) نے بھی نقل کیا ہے۔ (٦٩)

علامہ ابن حجر مکی قدس السرہ لکھتے ہیں:۔

"علماء اور ارباب حاجات ہمیشہ ہی امام اعظم رضی اللہ تعالی عنہ کی قبر مبارک پر آ کر قضاء حاجات و حصول مقاصد میں توسل کیا کرتے تھے۔ (٧٠)

امام موفق بن احمد مکی نے زائرین مزار امام ابوحنیفہ کا یہی معمول تحریر کیا ہے۔ (٧١)

حضرت معروف کرخی علیہ الرحمۃ کی قبر شریف سے توسل:۔

علامہ شامی علیہ الرحمۃ (متوفی ١٢٥٢ھ/١٨٣٦ء) لکھتے ہیں، "معروف کرخی، بڑے شیوخ میں شمار ہوتے ہیں، وہ حضرت سری سقطی علیہ الرحمۃ کے استاذ بھی ہیں آپ کا وصال ٢٠٠ھ میں ہوا، ان کی قبر شریف پر دعائیں قبول ہوتی ہیں اور ان کی قبر شریف کے توسل سے سیرابی حاصل کی جاتی ہے۔" (٧٢)

حضرت امام موسی کاظم رضی اللہ عنہ کی قبر شریف سے توسل:۔

ابوعلی خلال علیہ الرحمۃ کہتے ہیں کہ مجھے جب بھی کوئی پریشانی آئی تو میں حضرت موسی بن جعفر الصادق کے مزار پر حاضر ہو گیا اور ان کے وسیلے سے اللہ تعالی نے میرے مقصد کو سہل فرما دیا۔ (٧٣)

حضرات محدثین کا امام رضا قدس سرہ کے مزار شریف مشہد میں حاضر ہونا، اور عمل توسل:۔

امام ابوبکر بن خزیمہ علیہ الرحمۃ (جو بقول امام سبکی علیہ الرحمۃ مجتہد مطلق ہیں) اپنے ہمراہ ایک جماعت لے کر اور حضرت ابو علی ثقفی بھی مشائخ کی ایک جماعت لے کر شریک سفر تھے اور یہ سفر ارادہ کے ساتھ جانب طوس (مشہد شریف) حضرت امام علی بن موسیٰ الرضا رضی اللہ عنہ کی قبر شریف پر حاضری کے لئے تھا، اس مقدس مقام کا امام ابوبکر بن خزیمہ نے اس قدر احترام کیا اور اتنی عاجزی وانکساری اور گریہ وزاری کی کہ ہم حیران رہ گئے۔(۷۴)
مشہور محدث ابو حاتم ابن حبان کہتے ہیں کہ طوس (مشہد) حاضر ہو کر میری تمام پریشانی ہمیشہ دور ہو جاتی ہے۔(۷۵)
شیخ الاسلام علامہ سید احمد زینی بن دحلان مکی قدس السرہ لکھتے ہیں:۔

التوسل مجمع علیه عند اهل السنة (۷۶)

یعنی اہلسنت کا توسل پر اجماع ثابت ہو چکا ہے۔

چالیس ابدال کے صدقے اور وسیلے سے بارش:۔

حدیث شریف:۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، شام میں چالیس ابدال ہیں جب ان میں کا ایک فوت ہو جائے تو دوسرا ان کی جگہ اللہ تعالیٰ مقرر فرما دیتا ہے انھیں کی وجہ سے میری امت بارش سے سیراب ہوگی اور ان کی مدد سے دشمن مغلوب اور عذاب دفع ہوگا۔(۷۷)

اولیاء سے استغاثہ اور فائدہ:۔

علامہ شامی علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں:۔
جب انسان کی کوئی چیز گمشدہ ہو جائے اور وہ چاہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اسے واپس دلا

دے تو وہ ایک بلند جگہ پر قبلہ رخ کھڑے ہو کر فاتحہ پڑھے اور ثواب حضور علیہ الصلوۃ والسلام کو ہدیہ کر کے سید احمد بن علوان کو پہنچائے اور کہے اے سید احمد یا علوان اگر تم نے میری گمشدہ چیز واپس دلوادی تو خیر ورنہ میں تمہارا نام دفتر اولیاء سے کٹوا دوں گا اس عمل سے ببرکت ان ولی کے اللہ تعالیٰ گمشدہ چیز کی واپسی کو ممکن فرما دیتا ہے۔(۷۸)
سرکار شہنشاہ بغداد، قطب الاقطاب، غوث الاغواث، محبوب سبحانی شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:۔
جب تم کسی حاجت کا اللہ سے سوال کرو تو میرے وسیلے سے مانگو، کہ جس نے میرے وسیلے سے کسی مشکل میں فریاد کی تو میں اس کو ٹال دوں گا اور جس نے میرے نام کے ساتھ کسی شدت میں پکارا تو میں اس کو دفع کر دوں گا اور جس نے کسی حاجت میں اللہ کی طرف میرا "وسیلہ" پکڑا تو میں اس کو پورا کر دوں گا۔(۷۹)

وسیلہ کیسے؟ عقیدہ اہلسنّت:۔

حضرت خواجہ محمد حسن جان سرہندی مجددی قدس سرہ لکھتے ہیں:۔
"انبیاء اور اولیاء جس طرح زندگی میں خالق ومخلوق کے درمیان واسطہ اور وسیلہ ہوتے ہیں اور لوگ ان کے وسیلہ وشفاعت سے دینی و دنیاوی مقاصد میں کامیاب ہوتے ہیں اسی طرح عالم برزخ میں بھی عون الٰہی کے مظہر ہوتے ہیں، ان کے فیوض و برکات اور وسیلہ وشفاعت سے مشکلات حل ہوتی ہیں اور حاجات پوری ہوتی ہیں۔ قاضی الحاجات ہر حال میں صرف وحدہ لاشریک کی ذات ہے، ارواح مقدسہ تو محض وسیلہ و واسطہ ہیں جیسا ظاہری حیات میں تھیں۔
امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:۔
"جس سے حالت حیات میں استمداد کیا جا سکتا ہے وصال کے بعد بھی کیا جا سکتا ہے طالبان حقیقت اور سالکان طریقت اپنے پیروں سے اور وصال کے بعد ان کی روحوں

سے تقرب الی اللہ کے لئے مدد مانگتے ہیں اور تقرب الی اللہ بزرگوں کی زندگی میں بھی ان کی روحوں کی مدد سے حاصل ہوتا ہے نہ کہ جسمانی طاقت سے، اسی طرح مرنے کے بعد بھی روح برقرار بلکہ پہلے سے زیادہ قوی ہو جاتی ہے۔"اہلسنّت و جماعت کا صحیح عقیدہ یہ ہے کہ ذاتی طور پر (مستقل بالذات) نہ تو کوئی زندہ مستقل حاجت روا ہے اور نہ ہی کوئی مردہ۔ اگر کوئی دوا کو حقیقتاً مفید ونقصان دہ سمجھتا ہے یا کسی حکیم کو اصلی شفاء دینے والا، یا کسی بادشاہ کو مستقل رزاق یا کسی بزرگ کو ذاتی طور پر قاضی الحاجات سمجھتا ہے تو یہ شخص ایسا ہی ملحد ومشرک ہے، جیسا کہ میت کو قاضی الحاجات اصلی سمجھنے والا۔ اگر کوئی شخص ہر معاملے کا فاعل حقیقی تو اللہ تعالیٰ وحدہ لاشریک کو جانتا ہے مگر دوا کو نفع وضرر کا سبب، حکماء کو ذرائع صحت، امراء و سلاطین کو حصول رزق کا ذریعہ، انبیاء واولیاء کو ان کی ظاہری زندگی میں اور ان کی روحوں کو وصال کے بعد مشکلات کے حل اور حاجات کی برآری کا وسیلہ سمجھتا ہے تو ایسا شخص راسخ الاعتقاد مومن ہے۔"
علامہ شیخ نبہانی رحمۃ اللہ علیہ دعوۃ الحق صفحہ ۷ مطبوعہ مصر پر فرماتے ہیں:۔
اس کو بیہقی اور ابن ابی شیبہ نے سند صحیح کے ساتھ روایت کیا ہے۔ خلاصہ یہ کہ قرون ثلاثہ (جس کی خیر کی گواہی حضور علیہ السلام نے دی ہے) اس دور میں توسل و استمداد کا ثبوت کثرت سے ملتا ہے اور ان کا یہ توسل واستمداد حضور پرنور ﷺ کے ساتھ خاص نہیں تھا بلکہ صحابہ کرام، اہلبیت عظام اور صالحین امت سے توسل بھی قرون سابقہ میں معمول رہا۔"(۸۰)

حاصل مطالعہ وکلام "وسیلہ کیسے......؟":۔

قارئین کرام! وسیلہ کیسے؟ کے زیر عنوان احادیث اور اقوال اسلاف آپ نے مطالعہ کئے جس کا نتیجہ یہ ہے کہ حضور علیہ الصلوۃ والسلام، انبیاء ومرسلین علیہم السلام، اہلبیت اطہار، صحابہ کرام، تابعین عظام، اولیاء ومشائخ کا وسیلہ کامیابی کی ضمانت ہے، اسی طرح ان

ذوات قدسیہ کے آثار وتبرکات سے بھی توسل جائز ہے اور تیر بہدف نسخہ ہے۔ مثلاً نبی پاک ﷺ کے موئے مبارک، نعلین مبارک، سرزمین طیبہ کا توسل اور دیگر صالحین کے تبرکات شریفہ سے برکت حاصل کی جائے۔ اولیائے کرام کے مزارات مقدسہ کا سفر کرنا، وہاں ادب سے حاضر ہونا، عاجزی کا اظہار کرنا وغیرہ کتب احادیث سے بھی توسل اختیار کیا جا سکتا ہے، مثلاً بخاری شریف ہاتھ میں لے کر دعا کریں، درس بخاری و دیگر کتب احادیث کے درس میں شریک ہو کر اس عمل کی برکت اور وسیلہ سے فائدہ حاصل کیا جا سکتا ہے۔ ختم قادریہ شریف، ختم خواجگان، قصیدہ بردہ شریف، دلائل الخیرات شریف، قصیدہ غوثیہ کا ورد وغیرہ یہ تمام اعمال طلب وسیلہ ہیں کہ جس کے نتیجے میں اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل ہو سکتا ہے۔
طوالت سے بچتے ہوئے اس پر اکتفا کرتے ہیں، اہل انصاف کے لئے چند سطور بھی کافی ہیں اور جس کے مقدر میں گمراہی ہو اس کے لئے دفاتر کثیرہ بھی بیکار ہیں۔
اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ بوسیلہ سرکار غوث اعظم، مجدد اعظم، مفتی اعظم، محدث اعظم، مفسر اعظم، قطب مدینہ، وقار الملت اور مصلح امت کے وسیلۂ جلیلہ وعظیمہ مؤلف، ناشر اور قارئین سب کے لیے تادم زیست استقامت علی الدین حاصل ہو، نجات اخروی کا ذریعہ ہو، لکھنے میں سہو وغلطی ہوئی ہو تو یا اللہ معاف فرمانا۔ آمین
قارئین! اغلاط ملاحظہ فرمائیں تو توجہ دلا کر عنداللہ ماجور ہوں۔

سگ درگاہ مفتی اعظم

احقر نسیم احمد صدیقی نوری

پتہ: A-7, Decent Heights, 2nd Floor,
Sector 5-M, Main Road, North Karachi.
Mobile : 0333-3448008

فہرست مراجع ومصادر واسناد وحواشی

(۱) القرآن الکریم، پارہ ۶، سورۃ المائدہ، آیت ۳۵

(۲) کنزالایمان، ترجمہ قرآن، اعلیٰ حضرت امام احمد رضا محدث بریلوی علیہ الرحمۃ مطبوعہ پیر بھائی کمپنی، لاہور

(۳) تفسیر خزائن العرفان، حاشیہ کنزالایمان، مطبوعہ ضیاء القرآن پبلیکیشنز، لاہور

(۴) القرآن الکریم: پارہ ۱۵، سورہ بنی اسرائیل یا الاسراء، آیت ۵۷

(۵) کنزالایمان، ترجمہ قرآن، امام احمد رضا محدث بریلوی علیہ الرحمۃ

(۶) تفسیر خزائن العرفان، حاشیہ کنزالایمان، ایڈیشن ۱۶۳ صفحہ ۵۱۸

(۷) تفسیر زاد المسیر : امام عبدالرحمٰن بن علی الجوزی علیہ الرحمۃ (المتوفی ۵۹۷ھ/۱۲۰۱ء) مطبوعہ بیروت، جلد ۲، صفحہ ۲۰۶

(۸) مفردات القرآن، للامام راغب اصفہانی، مطبوعہ میر محمد کتبخانہ کراچی، صفحہ ۵۶۰

(۹) مختار الصحاح، صفحہ ۹۶۷، کالم ۲، مطبوعہ دار الاشاعت کراچی

(۱۰) المنجد، صفحہ ۱۰۵۸، کالم ۳، مطبوعہ دار الاشاعت کراچی

(۱۱) قاموس الفاظ القرآن الکریم، صفحہ ۴۵۰، کالم ۱

(۱۲) لغات القرآن: جلد ۶، صفحہ ۱۲۹

(۱۳) تفسیر خازن، جلد دوم صفحہ ۳۹، مطبوعہ مصر

(۱۴) تفسیر معالم التنزیل، حاشیہ تفسیر خازن، جلد دوم صفحہ ۳۹

(۱۵) الجامع لاحکام القرآن (تفسیر قرطبی) جلد ۳، صفحہ ۱۰۴، مطبوعہ بیروت

(۱۶) تفسیر زاد المسیر : مطبوعہ بیروت، جلد ۲، صفحہ ۲۰۶

(۱۷) ایضاً

(۱۸) لسان العرب: مطبوعہ بیروت

(۱۹) تفسیر جامع البیان المعروف تفسیر طبری: مطبوعہ بیروت، جلد ۲، صفحہ ۲۲۷

(۲۰) تفسیر ابن کثیر: مطبوعہ بیروت، جلد دوم، صفحہ ۳۷۔۴۷

(۲۱) فتح الباری شرح بخاری: کتاب الاذان، جلد دوم، صفحہ ۹۴
فتح الباری شرح بخاری: کتاب التفسیر، جلد ۸، صفحہ ۳۹۹

(۲۲) تفسیر ابن کثیر: جلد دوم، صفحہ ۴۷

(۲۳) صحیح مسلم: کتاب الصلوۃ، جلد اول صفحہ ۲۸۹

(۲۴) مسند احمد: امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ، جلد دوم صفحہ ۲۶۵

(۲۵) تفسیر ابن کثیر: جلد دوم، صفحہ ۴۷

(۲۶) تفسیر ابن کثیر: مطبوعہ بیروت، جلد ۲، صفحہ ۷۵

(۲۷) صحیح بخاری: جلد دوم صفحہ ۹۶۳......الاحادیث القدسیہ: مطبوعہ بیروت، صفحہ ۷۷

(۲۸) تفسیر صاوی علی الجلالین: مطبوعہ مصر، جلد اول، صفحہ ۲۸۲

(۲۹) تفسیر صاوی علی الجلالین: مطبوعہ مصر، جلد اول، صفحہ ۱۰۸

(۳۰) تفسیر صاوی علی الجلالین: مطبوعہ مصر، جلد اول، صفحہ ۲۳

(۳۱) تفسیر مظہری مترجم: تشریحی ترجمہ مع ضروری اضافات مولانا سید عبدالدائم جلالی، مطبوعہ ایجوکیشنل پریس کراچی، جلد سوم، صفحہ ۴۵۸، ۴۵۹

(۳۲) مظہری: جلد سوم صفحہ ۴۶۰

(۳۳) تفسیر حقانی: جلد دوم، صفحہ ۲۷۰، ۲۷۱

(۳۴) امام ابوالقاسم سلیمان بن احمد طبرانی، معجم صغیر مطبوعہ مصر، صفحہ ۱۰۳

(۳۵) بخاری شریف جلد اول، صفحہ ۷

(۳۶) ترمذی شریف جلد دوم صفحہ ۶۷۵ (ناشر مکتبہ رحمانیہ نے یا محمد کے ندائیہ کلمات حدیث شریف سے حذف کردیئے ہیں۔)

(۳۷) نسائی شریف: امام الکبیر حافظ الحدیث ابوعبدالرحمٰن احمد نسائی رضی اللہ عنہ (شہید ۳۰۳ھ/۹۱۵ء)

(۳۸) سنن ابن ماجہ صفحہ ۹۹

(۳۹) المستدرک جلد اول صفحہ ۵۱۹: امام حافظ الحدیث ابی عبداللہ الحاکم نیشاپوری علیہ الرحمہ

(۴۰) دلائل النبوت : امام ابوبکر احمد بیہقی

(۴۱) جوہر منظّم کتاب الدعوات

(۴۲) حصن حصین صفحہ ۱۲۵

(۴۳) شفاء السقام صفحہ ۱۲۳ مطبوعہ حیدرآباد دکن

(۴۴) تفسیر صدیقی: جلد ودوم، صفحہ ۷۹، ۸۰

(۴۵) تفسیر ترجمان القرآن: جلد دوم

(۴۶) تفسیر تفہیم القرآن: جلد واول صفحہ ۴۶۶

(۴۷) لغات الحدیث: جلد ۴، صفحہ ۵۲، کالم ۱ مطبوعہ کراچی

(۴۸) التفسیر المنیر فی العقیدہ والشریعۃ والمنہج: مطبوعہ بیروت ودمشق، جلد ۶، صفحہ ۱۷۰

(۴۹) تفسیر روح المعانی: جلد ۶، صفحہ ۲۹۴، مطبوعہ بیروت

(۵۰) تفسیر معارف القرآن: جلد ۳، صفحہ ۱۲۸

(۵۱) القول الجمیل: صفحہ ۴۹، ۵۰ (مشتملہ فی رسائل شاہ ولی اللہ) مطبوعہ تصوف فاؤنڈیشن ۱۴۱۹ھ لاہور

(۵۲) تفسیر ضیاء القرآن: جلد ۲، صفحہ ۴۶۶

(۵۳) خصائص کبری: امام جلال الدین سیوطی علیہ الرحمۃ (نویں صدی کے مجدد برحق) حجۃ اللہ علی العالمین: امام یوسف اسمٰعیل نبہانی علیہ الرحمۃ (نابغہ فلسطین ومجدد امت چودہویں صدی، شریک کار وہم عصر اعلیٰ حضرت امام احمد رضا محدث بریلوی علیہ الرحمۃ)

(۵۴) حیات شیخ نجم الدین کبریٰ وآثار الاولیاء

(۵۵) سیرت غوث الثقلین: مناظر اہلسنّت حضرت علامہ محمد ضیاء اللہ قادری علیہ الرحمۃ

(۵۶) مدارج النبوت: فارسی، شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ، معاون مجدد گیارہویں صدی ہجری، جلد دوم، صفحہ ۲۶، مطبوعہ نولکشور

(۵۷) عبقات: مترجم مولانا مناظر احسن گیلانی، مطبوعہ مقبول اکیڈمی ۱۹۸۸ء لاہور، صفحہ ۲۱۸، ۲۱۹

(۵۸) (ترجمہ) ہمیں چلا سیدھا راستہ، ان لوگوں کا راستہ جن پر انعام ہوا، القرآن مجید، سورۃ الفاتحہ، (کنز الایمان)

(۵۹) صحیح البخاری: مطبوعہ قدیمی کتبخانہ، جلد اول، صفحہ ۱۳۷

(۶۰) صحیح البخاری: باب سوال الناس الامام الاستسقاء اذا قحطوا، جلد اول، ص ۱۳۷

(۶۱) المستدرک: امام حاکم نیشاپوری علیہ الرحمۃ، جلد دوم، صفحہ ۶۱۵

☆ سنن کبری: امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی علیہ الرحمۃ، جلد ۵، صفحہ ۴۸۹

☆ مواہب اللدنیہ: جلد اول ص ۱۲ مطبوعہ مصر للعلامۃ قسطلانی علیہ الرحمۃ

☆ زرقانی علی المواہب: للعلامۃ زرقانی مالکی علیہ الرحمۃ، جلد اول، صفحہ ۱۰۱، مطبوعہ بیروت

☆ مدارج النبوت: شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ، جلد دوم، صفحہ ۴

☆ سعادت الدارین: لعلامۃ نبہانی علیہ الرحمۃ، جلد اول صفحہ ۲۵۶

☆ گلدستہ درود شریف: علامہ سید سعادت علی قادری، تخریج نسیم احمد صدیقی نوری، صفحہ ۵۰

☆ "کس کے لئے اللہ ہی کافی ہے": نسیم احمد صدیقی نوری، مطبوعہ انجمن ضیاء طیبہ کراچی صفحہ ۱۳

☆ فضائل ذکر وتبلیغی نصاب: مولوی ذکریا سہارنپوری صاحب صفحہ ۱۱۴

(۶۲) القرآن المجید: پارہ ۵، سورۃ النساء، آیت ۶۴

(۶۳) ابن نجار، ابن عساکر، مواہب اللدنیہ: مطبوعہ مصر، جلد دوم، صفحہ ۳۸۸

☆ بعض دوسری روایات میں ہے، "فنودی من القبر انہ قد غفرلک" یعنی قبر شریف سے آواز آئی، بلاشبہ تجھے بخش دیا گیا۔
تفسیر نسفی: جلد اول صفحہ ۲۳۴، تفسیر درمنثور میں علامہ سیوطی، روح المعانی میں علامہ سید محمود الالوسی بغدادی، تفسیر نعیمی میں حکیم الامت علامہ مفتی احمد یار خان نعیمی رحمہم اللہ نے اور مفتی محمد شفیع دیوبندی صاحب نے یہی روایت اپنی تفسیر معارف القرآن (زیر آیت سورہ نساء ۶۴، پارہ ۵) میں نقل کی ہے۔

(۶۴) معجم کبیر: الامام طبرانی علیہ الرحمۃ، جز پچاس، بحوالہ سیرت رسول عربی صفحہ ۵۲۱، امام طبرانی نے اپنی معجم اوسط میں بھی اسے نقل کیا ہے۔

(۶۵) وفاء الوفا: جلد اول، صفحہ ۵۲

(۶۶) الاستیعاب: جلد اول صفحہ ۱۵۶/ اسد الغابہ: مطبوعہ مصر، جلد دوم صفحہ ۹۰

(۶۷) ردالمختار علی الدرالمختار: مطبوعہ بیروت، جلد اول، صفحہ ۱۳۹

(۶۸) ایضا

(۶۹) تاریخ بغداد: جلد اول، صفحہ ۱۲۳

(۷۰) الخیرات الحسان: مطبوعہ مصر، صفحہ ۶۹

(۷۱) مناقب امام ابوحنیفہ: صفحہ ۱۹۹

(۷۲) ردالمختار علی الدرالمختار: جلد اول صفحہ ۱۴۳/ تاریخ ابن خلکان جلد دوم صفحہ ۱۳۶

(۷۳) تاریخ بغداد: جلد اول صفحہ ۱۲۰/ وفیات الاعیان لابن خلکان علیہ الرحمۃ

(۷۴) طبقات کبری: امام سبکی علیہ الرحمۃ، جلد دوم صفحہ ۱۳۰۔ تذکرۃ الحفاظ: امام ذہبی علیہ الرحمۃ، جلد دوم صفحہ ۸۶۔ تہذیب التہذیب: حافظ عسقلانی علیہ الرحمۃ، جلد ۷، صفحہ ۳۸۸

(۷۵) کتاب الثقات: بحوالہ "الاصول الاربعہ" صفحہ ۶۸

(۷۶) الدررالسنیہ : مطبوعہ مصر وترکی صفحہ ۴۰

(۷۷) جامع الصغیر: رواہ احمد فی مسندہ، رواہ الطبرانی فی المعجم جلد اول، صفحہ ۱۰۲

(۷۸) فتاوی شامی، ردالمختار: مطبوعہ مصر، جلد سوم، صفحہ ۳۳۴

(۷۹) بہجۃ الاسرار، صفحہ ۱۰۲

(۸۰) الاصول الاربعہ فی تردید الوہابیہ: مطبوعہ امرتسر انڈیا، مطبوعہ ترکی، استنبول ومطبوعہ لاہور صفحہ ۶۱ تا ۶۳